بِسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿سوانح حیات……﴾

و

☆مفسر قرآن جان اسلام نور ایمان (بمنظوم پنجابی)

منبعِ رشد و ہدایت، مخزنِ علم و حکمت، پیکرِ علم و وفا، استاذ والعلماءِ والفضلاء

الحاج حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ

مشائخ و علماء اور دانشوروں کی نظر میں

بقلم: سگ دربار حلوائیہ صاحبزادہ محمد ساجد رضاء

(ایم۔اے علوم اسلامیہ تخصص فی الفقہ، ایل ایل بی)

معاونت: حافظ محمد سجاد سلیم

(ایم۔اے علوم اسلامیہ تخصص فی الفقہ، ایل ایل بی، بی ایڈ)

کمپوزنگ: محمد توقیر احمد

ویب سائیٹ: www.sagdarbarehalwaai.org

حمد باری تعالیٰ

حمد ثناء خداوند تائیں جو قدرت داوالی
آدم جن ملائک ہر شے جیا جُوں سنبھالی

ہر عالم دا رب ہے قادر ذات غفار
بے پرواہ الٰہی مولا پڑھ توں استغفار

توبہ تائب ہو کے ڈر ڈر وقت گزار
کہو تعریف خدائیدی دم دم ذکر چِتار

ذکروں غافل گزریا جے تیرا اک سانس
اوڑک پچھوتاوسیں ہوڑا ہڈا اداس

جس قادر نے قدرت سرجی کتیا کل پسارا
اُسدی ذات قدیم ہے واحد احدا کارا

مثل مثال نہ اوسدی بے مثال الٰہی
ازلی ابدی آکھ توں حمد تعریف سوائی

علم تمامی اوسنوں ہر جا حاضر جان
غالب اُپر کُل دے کُلی غیب پچھان

جن ملائک انس دا حق معبود خدا
روزی روز پوچاوندے تکے ہر ہر جا

کافر مومن کُل دا پالنہار ہمیش
نہ بیٹا نہ باپ اوس نہ کوئی رشتہ خویش

نیکی پاروں خوش ہے بدیاں تھیں بیزار
جنت کارن موماناں کافر ڈالے نار

حشر قیامت آونا اسو چہ شک نہ مول
برحق نبی رسول ہے اللہ دا مقبول

اک لکھ کئی ہزار دا آپے سی نگہبان
جبرائیل وکیل نوں وحی کہیا سبحان

اُپر نبی رسول دے ہوئی نبوت تم
کر کے ٹُریا دین مکمل شافع امم

روشن پاک قرآن نوں سچی جان کتاب
فقہ حدیث رسول دی کرتوں عمل شتاب

(بقلم مفسرِ قرآن محمد اسماعیلؒ)

نعت سرورِ دو عالم محمد مصطفٰی احمد مُجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بھیج دُرود رسول نوں مَل مَل عطر گلاب
حُبہ جامہ جگہ نوں رکھیں پاک احباب

حاضر ناظر جان توں رب دا یار حبیب
جس نوں حُب رسول دی اُسدے بھلے نصیب

حیات النبی پچھان توں نبیاں دا سردار
رات معراج براق تے ہو ہڑیا اسوار

طلب رضاء رضائے راضی رب رضاء
اُسدی وچہ رضا دے راضی پاک خدا

اوہ صاحب اکرام ہے نبیاں دا امام
نور خدا دے نور تھیں جلوہ ذات اکرام

آکھ فریاد ہمزاد نوں شیریں جسدا نام
عشق لگا توں اوس دا بھیج صلوۃ سلام

کار کریں وچہ ہتھ دے جھڑا کسب حلال
حلیہ پاک رسول دا ہر دم رکھ خیال

قادر رب غفار دا ایہو کم ہمیش
پڑھن درود فرشتے سارے پڑھ توں بھی درویش

صفتاں رب رحمان دیاں جانے جہان
اسدا ورد درود ہے عرش فرش قربان

پھیر کہیا رب بندیاں پڑھو درود سلام
میرے پاک رسول تے کیا فجری کیا شام

حُلیہ پاک رسول دا شاعر آکھیں جھب
گل شیریں فرہاد دی کیتا رب سبب

شیریں لذت آکھدے بیٹی شاہ عزیز
نائب چار رسول دے کریں نکھیڑ تمیز

پنجتن پاک حضور دالے کے نام انعام
کھول بیان فرہاد شیریں دار کلام

(بقلم مفسرِ قرآن محمد اسماعیلؒ)

اَلْحَمْدُ لِوَلِیّہٖ والصَّلٰوۃُ علیٰ نَبِیّہٖ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْ لِیَا ئِہٖ اَلْمُودِّ بِیْنَ

بِآ دَابِہٖ

شرح اہل الذکراز ابتداءتا انتہاء

کس قدر پاکیزہ ہے افسانہ میرے پیر کا

قرآن حکیم میں عظمت اولیائے کرام بیان کرنے کے ساتھ ان کا جامع اور مختصر تعارف ان خوبصورت الفاظ میں کروایا گیا۔اسی طرح سورۃ یونس کی آیت 62 اور 63 میں اولیاءاللہ کی شان کو واضح کیا گیا ہے۔

اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُونَ ٥اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَکَا نُوا یَتَّقُوْنَ٥ (سورۃ یونس آیت مبارکہ ۶۲،۶۳)

ترجمہ۔ ’’خبردار! بیشک اولیااللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ وغمگین ہوں گئے وہ (ایسے لوگ ہیں جو ایمان لائے اور) ہمیشہ تقوی شعار رہے‘‘

ان کے قلوب شمع ایمان سے روشن ہوتے ہیں اور ان کے اجسام تقوی سے مزین ہوتے ہیں دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا۔

اِنْ اَوْلِیَا ؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (انفال آیت 34)

ترجمہ۔’’اولیااللہ صرف وہ لوگ ہوتے ہیں جو متقی ہیں‘‘

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا.

(سورۃ النساء آیتِ مبارکہ ۶۹)

ترجمہ۔ ''اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔'' (ترجمہ کنز الایمان)

مفتی احمد یار خان نعیمیؒ اس آیت مبارکہ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''جو مسلمان صحیح معنی میں اللہ اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کے فرائض پر کار بند ہو گا۔ اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچے گا اور رسول کریم ﷺ کی سنتوں کا متبع ہو گا۔ وہ کل قیامت اور جنت میں یا قبر و حشر و جنت میں نبی اکرم ﷺ، ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ اور تمام مہاجرین و انصار صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہو گا۔ اور ان کے ساتھ رہے گا۔ کہ اسے ہر وقت ان محبوبوں کے جمال کی زیارت، ان کی ملاقات اور ان سے گفتگو میسر رہے گی۔ اور یہ دین و دنیا میں بڑے اچھے نرم و نفع پہنچانے والے ساتھی ہیں۔ کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھیوں پر بھی مہربانی فرما دیتا ہے۔ یہ محبوبوں کی ہمراہی، ان کا قرب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ جو اس کے کرم سے ہی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر

ہے وہ جانتا ہے کہ کون ان بزرگوں کی صحبت کے لائق ہے کون نہیں۔

(تفسیرِ نعیمی، سورۃ النساء آیت مبارکہ ۶۹ جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۰۸)

مقامِ اولیاء احادیث مبارکہ کی روشنی میں۔

ہم اولیاء اللہ کی شان میں تنقیص (یعنی شان گھٹانا) کیسے گوارا کریں جبکہ ان کرایذاء دینے والوں سے اللہ تعالیٰ اعلانِ جنگ کرتے ہیں۔

ا۔حدیث مبارکہ ہے۔

ترجمہ۔''حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومینین حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ نے معاذ بن جبلؓ کو حضور اکرم نورِ مجسم، شہنشاہ دو جہاں ﷺ کے روضہ انور کے پاس بیٹھ کر روتے ہوئے دیکھ کر سبب دریافت تو حضرت سیدنا معاذ بن جبلؓ نے بتایا کہ ''مجھے اس بات نے رلایا ہے جو میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنی ہے کہ ''تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے کسی ولی سے دشمنی اس نے اللہ تعالیٰ سے اعلانِ جنگ کیا۔

(سنن ابن ماجہ حدیث مبارکہ ۳۹۸۹ صفحہ نمبر ۲۷۱۶)

۲۔ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔

ترجمہ۔''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
جس نے میرے کسی ولی کو اذیّت دی اس نے اپنے لئے
میری جنگ حلال ٹھہرالی۔

(الزھد الکبیر للبیھقی، حدیث مبارکہ ۶۹۹، صفحہ نمبر ۲۷۰)

۳۔ حضرت سیدِ نا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

ترجمہ۔''کہ نورِ مجسم، انبیا کے سردار اور سلطانِ بحر و برّ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔''جس نے کسی ولی کو اذیّت دی میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔اور بندہ میرا قرب سب سے زیادہ فرائض کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ اور نوافل کے ذریعے مسلسل حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں بندے کو محبوب بنالیتا ہوں۔تو میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں

جس سے وہ پکڑتا ہے۔اور اُس کے پاوں بن جاتا ہوں
جن سے وہ چلتا ہے۔ پھر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں
اُسے عطا کرتا ہوں۔میری پناہ چاہے تو پناہ دیتا ہوں۔
اور میں کسی شے کے بجالانے میں کبھی اس طرح تردد
نہیں کرتا ہوں۔جس طرح جانِ مومن قبض کرتے وقت
تردد کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے۔اور میں اس
کو بُرا جانتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث مبارکہ ۶۵۰۲، صفحہ نمبر ۵۴۵)

اللہ عزوجل کی حمد وثنا اور حضور ﷺ سرور کائنات سرکار مدینہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضری کے بعد اب مفسر قرآن جان اسلام نور ایمان کو دیکھتے ہیں کہ اس درویش کامل مرد قلندر و عالم باعمل نے اپنی زندگی کن اصولوں کے مطابق گزاری۔ آپ کے شب روز احکام شریعت کی تعمیل میں کس طرح گزرے۔

تعارف:

آپؒ کا اسم گرامی محمد اسماعیلؒ ولد میاں رحمت علی شیخ نہانی ہے۔ آپؒ پیشۂ مدرس تھے۔ آپ نے اپنی زندگی شعبہ درس وتدریس کیلئے وقف کر دی اور ایک بااثر مدرس کی حیثیت سے عوام الناس کی خدمت کی۔

پیدائش:

آپ تحصیل بھمبر میں کنڈ (پنجیڑی) کے مقام پر 18 اکتوبر 1928ء کو دنیائے فانی میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے والد صاحب نے آپ کا اسم مبارک محمد اسماعیل رکھا۔

خاندان:

آپؒ کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا جو کے علاقہ میں درس وتدریس اور پیش امامت کی وجہ سے بہت معزز تھا آپؒ کا خاندان سخاوت اور دینی خدمات کی وجہ سے گردونواح میں منفرد مقام کا حامل تھا۔ایک دفعہ آپؒ کے والد محترم نماز فجر ادا کرنے کے بعد جب گھر لوٹنے لگے تو ایک شخص نے آپؒ کے پاس آ کر کہا کہ حضور میرے پاس غلہ نہیں ہے میری کوئی مدد کریں۔تو آپؒ نے اس سوالی کو کہا کے رات کو میرے گھر آ جانا جتنا غلہ چاہو لے جانا۔جب رات کو وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؒ نے اسے کہا کہ اپنی حاجت کے مطابق جتنا چاہو لے جاؤ۔لیکن اس بات کو صیغہ راز میں رکھنا۔مقصد یہ تھا کہ سائل کی ضرورت پوری ہو جائے اور اس سخاوت کا چرچا بھی نہ ہو۔یہی وجہ تھی کہ اس خاندان پر شروع سے ہی اللہ کا خصوصی فضل وکرم رہا اور عنایات کے خزانے ملتے رہے۔

حدیث نبوی ﷺ کا فیصلہ ہے کہ (یعنی اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین میں سمجھ دیتا ہے) جب اللہ کسی پر فضل وکرم کرتا ہے۔تو اس کو علم دین وفقہ کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے اس خاندان میں ہر دور ونسل میں اللہ

کا خاص کرم و فضل رہا۔ آپ کی آل میں سے سابقہ ادوار میں ولی ضرور ہوتا رہا اور اب اس نسل میں یہ طرّہ امتیاز آپ کو اپنے والد محترم جناب میاں رحمت علی شیخ نہائیؒ سے منتقل ہوا۔

شجرہ نسب:

شجرہ نسب قوم قریشی جد امجد محمد اسماعیلؒ ولد میاں رحمت علی ساکن کنڈ واقع پنجیڑی تحصیل و ضلع بھمبر آزاد کشمیر۔ جناب ابراہیم صاحبؒ عرب سے چل کر دہلی آباد ہوئے پھر ان کی اولاد سے نور محمد دعورہ میں چلے آئے جو کے ریاست جموں وکشمیر میں واقع ہے نور محمدؒ کے فرزند ارجمند موضع سہلر میاں عظمت اللہ آگئے ان کے تین فرزند تھے۔

1 ۔محمد بخش (چھنی آرائیکی) 2۔امام بخش (سعادت پور)

3۔کریم بخش (موضع کنڈ واقع پنجیڑی)

یہ شجرہ محمد اعظم ولد رائے منگت کسگمہ سے ملا وہ تصدیق کرتے ہیں کہ یہ شجرہ قریشی صدیقی تاریخ کلاں میں موجود ہے اور درست ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں آپ کا شجرہ نصب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

تعلیم وتربیت:

آپؒ نے اپنا بچپن نہایت سادگی اور شرافت میں گزارا اور دینی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔اس کے ساتھ ساتھ آپؒ نے اس وقت کے معلم جناب اُستاد مبارک دین صاحب سے استفادہ کیا۔اور فقہی علوم پر عبور حاصل کیا۔آپؒ نے فارسی،عربی اور پنجابی کتب کا مطالعہ کیا۔پرائمری تعلیم استاد مبارک دینؒ صاحب سے حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول پنجیڑی سے مڈل کیا۔ اس زمانہ میں اس سکول کا درجہ مڈل تک تھا۔اس کے بعد لاہور سے اردو ادیب کی سند حاصل کی۔

احکاماتِ الٰہی کی پابندی۔

آپؒ نے بچپن سے ہی احکامِ الٰہی کو اپنا شعار بنایا آپؒ باقاعدگی سے نماز ادا کرتے،قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے،نوافل اور نمازِ تہجد کا خصوصی اہتمام کرتے۔عشقِ مصطفیٰ ﷺ آپؒ کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا۔ آپؒ جب بیماری کے باعث علیل ہو گئے تو آپؒ فرماتے تھے کہ میری باقی عبادات کا تو علم نہیں کہ وہ قبول ہوئی ہیں یا نہیں البتہ جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ پر درود

پاک بھیجا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اُس کی وجہ سے میری بخشش ہو جائے گی۔ آپؒ کی اطاعتِ خداوندی کا یہ عالم تھا کہ میں نے اپنی ہوش میں آپؒ کو رات کے وقت کبھی بستر پر نہیں دیکھا۔ جب بھی کبھی رات کو آنکھ کھلی آپؒ کو جائے نماز پر ہی پایا۔

آپؒ نہ صرف حقوق اللہ بلکہ حقوق العباد کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔ کبھی کسی کی حق تلفی نہیں کی۔ نہ کسی کو تکلیف دی۔ بلکہ خود تنگی و تکلیف برداشت کی اور دوسروں کیلئے آسانی پیدا کی۔ آپؒ لڑائی جھگڑے کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص لڑائی جھگڑا کرنے کی کوشش بھی کرتا تو آپؒ اس کو سمجھاتے کے لڑنا جھگڑنا بری بات ہے۔ اور کنارا کشی کی حتی الوسع کوشش کرتے تھے۔

حضرت سیدُنا ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بعض اس کے برگزیدہ اور نیک بندے ہیں۔ پوچھا گیا: ''اے ابوفیضؒ ان کی علامت کیا ہے۔'' فرمایا: ''جب بندہ راحت کو ترک کردے اطاعت میں بھرپور کوشش کرے اور قدر و منزلت کے نہ ہونے کو پسند کرے۔ پھر آپؒ نے چند اشعار پڑھے۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ترجمہ ''قرآن نے اپنے وعدہ و وعید کے ساتھ ہر بُرائی سے روک دیا۔ رات کو

آنکھوں کی نیند غائب ہوگی۔ انہوں نے کریم بادشاہ کے کلام کواس طرح
سمجھا کہ اس کے آگے ان کی گردنیں جھک گئیں۔''

حاضرین میں سے کسی نے عرض کی: ''اے ابوفیضؒ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یہ کون لوگ ہیں؟'' آپؒ نے فرمایا ''تجھ پر افسوس ہے ! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سواریوں کو پیشانی کا تکیہ اور مٹی کو پہلوؤں کا بچھونا بنالیا۔ قرآن پاک ان کے گوشت وخون میں ایسا بس گیا کہ انہیں بیویوں سے دور کر کے ساری رات سفر میں رکھا۔انہوں نے قرآن پاک کو اپنے دلوں پر رکھا تو وہ نرم ہو گئے۔سینوں سے لگایا تو وہ کشادہ ہو گئے۔ اس کی برکت سے ان کی پریشانیوں اور غموں کے بادل چھٹ گئے۔انہوں نے قرآن پاک کو اپنی تاریکیوں کیلئے چراغ،اور (قرآن پاک کی تلاوت کو اس طرح اپنے لئے لازم کرلیا جس طرح) سونے کیلئے بچھونا لازم ہے۔ اپنے راستے کے لئے رہنما اور اپنی حجت کے لئے کامیابی بنالیا لوگ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور یہ غمگین رہا کرتے ہیں۔لوگ سو رہے ہوتے ہیں اور یہ بیدار رہتے ہیں۔لوگ کھاتے پیتے ہیں اور یہ روزہ رکھتے ہیں۔لوگ (قبر وحشر سے غافل ہوتے اور) بے خوف رہتے ہیں جبکہ یہ (قبر وحشر کے معاملات سے) خوفزدہ رہتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی نافرمانیوں سے بچتے ہیں۔گھبرائے

رہتے ہیں۔ نیک اعمال میں خوب مشقت اُٹھاتے ہیں۔عمل کے فوت ہو جانے کے ڈر سے اسے جلد ہی کر لیتے ہیں۔ ہر دم موت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب کے خوف اور وعدہ کئے گئے عظیم الشان ثواب کی وجہ سے موت کوئی چھوٹا معاملہ نہیں ہے۔وہ قرآن حکیم کے راستوں پر گامزن اور اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی پیش کرنے کے معاملے میں مخلص ہیں۔وہ رحمٰن کے نور سے منور اور اس بات کے منتظر ہیں کہ قرآن کریم ان کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں اور عہدوں کو پورا کرے، اپنی سعادت کے مقام میں انہیں ٹھہرائے اور اپنی وعیدوں سے انہیں امن بخشے۔پس انہوں نے قرآن پاک کے ذریعے اپنی خواہشات اور خوبصورت حوروں کو پالیا۔ ہلاکتوں اور برے انجام سے مامون ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے دنیا کی رونقوں کو غضبناک نگاہوں سے ترک کر کے رضا مندی والی آنکھوں سے آخرت کے ثواب کی طرف دیکھا نیز فناء ہونے والی (دنیا) کے بدلے ہمیشہ رہنے والی (آخرت) کو خرید لیا۔انہوں نے کتنی اچھی تجارت کی، دونوں جہاں میں نفع پایا اور آخرت کی بھلائیاں جمع کیں۔کامل طور سے فضیلتوں کو پانے میں کامیاب ہوئے۔ کچھ دن صبر کر کے اپنی منزلوں تک پہنچ گئے۔عذاب

والے دن کے خوف سے کم مال وزَر پر ہی قناعت کر کے زندگی کے ایام گزار دیئے مہلت کے دنوں میں بھلائی کی طرف جلدی کی ۔حوادثِ زمانہ کے خوف سے نیکیوں میں تیزی دکھائی ۔اپنی زندگی کھیل کود میں گنوانے کے بجائے باقی نیکیوں کے حصول کے لئے مشقتیں اُٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! عبادات کی تھکاوٹ نے ان کی قوت کمزور کردی اور مشقت نے ان کی رنگت بدل ڈالی ا۔انہوں نے بھڑ کنے والی (جہنم کی) آگ کو یاد رکھا، نیکیوں کی طرف جلدی کی اورلہو ولعب سے دور رہے۔ شک اور بدزبانی سے بری ہوگئے ۔وہ فصیح اللسان گونگے اور دیکھنے والے اندھے ہیں ان کی صفات بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔انکی بدولت مصیبتیں ٹلتیں اور برکتیں اُترتی ہیں۔وہ زبان وذوق میں سب سے میٹھے ہوتے ہیں۔ عہدو پیمان کوسب سے زیادہ پورا کرنے والے ہوتے ہیں۔مخلوق کیلئے چراغ ،شہروں کیلئے منارے، تاریکیوں میں روشنی کا منبع، رحمت کی کانیں، حکمت کے چشمے اور اُمت کے ستون ہیں، بستروں سے ان کے پہلو جدا ار رہتے ہیں۔ وہ لوگوں کی معذرت کوسب سے زیادہ معاف کرنے والے اورسب سے زیادہ سخاوت کرنے والے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے

خوف نے ان کے مالوں میں ان کی رغبت وخواہش نہ چھوڑی لہذا تو دیکھے گا۔کہ انہیں مال جمع کرنے کی خواہش نہیں ہوتی۔اور نہ ہی سے ریشم بنانا چاہتے ہیں۔نہ عمدہ سواریوں کے دلدادہ اور نہ محلات کو پختہ کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔جی ہاں! انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف الہام فرمایا۔ ان کی معرفت نے انہیں ہر چند کے صبر پر آمادہ کیا۔انہوں نے اپنے جسموں کو محرمات کے ارتکاب اور اپنے ہاتھوں کو انواع واقسام کے کھانوں سے باز رکھا۔ مصیبتوں پر صبر کیا امیدوں کا گلا گھونٹا۔موت اور اس کی سختیوں،مصیبتوں اور تکلیفوں سے ڈر گئے۔ قبر اور اس کی تنگی،منکر نکیر اور ان کی ڈانٹ ڈپٹ،سوال و جواب سے خوفزدہ رہے اور اپنے مالک رب العزت کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے۔"

عملی زندگی:

آپؒ نے 15 مارچ 1948ء میں بطور پرائمری معلم باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا۔اور اس دوران علاقہ کے مختلف سکولوں میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے آپ کو علاقہ کی نامور شخصیات کے مدرس ہونے کا اعزاز حاصل

ہے۔جو کہ مستقبل میں اعلی عہدوں پر فائز ہوئے۔آپ نے دنیاوی تعلیم کے علاوہ اپنے شاگردوں کو دینی تعلیم سے بھی بہرور کیا۔

آپؒ سکول سے فارغ ہونے کے بعد گھر کے کام کاج میں بھی والدین کا ہاتھ بٹھاتے تھے۔علاوہ ازیں آپ کے تصنیف کردہ نسخہ جات کی کثیر تعداد دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے۔کہ آپؒ نے عملی زندگی میں تصنیف وتالیف کے علاوہ اور کچھ کیا ہی نہیں۔لیکن ایسا ہرگز نہیں آپ نے خطابت کے ساتھ ساتھ معلم کے فرائض بھی سر انجام دیتے رہے۔اوراس کے ساتھ ساتھ گھریلو معاملات میں بھی سب کے حقوق کا خیال رکھا آپ نے عمر بھر کسی کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہیں کیا اگر کسی نے آپ کو برا بھلا کہا بھی تو آپ نے اس کو سمجھا کر نصیحت کی کہ لڑنا جھگڑنا بری بات ہے۔جو آپؒ کو برا کہتے آپ ان کے ساتھ بھلائی کرتے تھے۔

آپؒ نے اکتوبر 1989ء میں پینشن لی۔اسی سال آپؒ کو حکومت کی طرف سے حج کی سعادت نصیب ہوئی۔41 برس معلم کے فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ آپؒ نے اپنی دنیاوی ذمہ داریوں کو بطریق احسن سرانجام دیا۔آپ کو ادب سے بہت لگاؤ تھا۔جب کبھی تنہائی محسوس کرتے تو کاغذ قلم کا سہارا

لیتے اور دل کا بوجھ ہلکا کر لیتے یہی وجہ ہے کہ آپ نے پنجابی اشعار کا ایک بہت بڑا مجموعہ مرتب کیا۔آپؒ کے اشعار کی کثیر تعداد کتب دیکھ کر انداز ہوتا ہے کہ آپ فن خطابت کے بڑے دلدادہ تھے۔آپ کو دنیاوی مال سے کوئی طلب نہ تھی جو مل جاتا اس پر ہی قناعت کرتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے آپ سفید کرتہ اور شلوار زیب تن کرتے اور سفید عمامہ باندھتے تھے۔

آپ نے تقریباً عرصہ ۳۰ سال گوڑھا کنجال ضلع بھمبر میں نمازِ جمعہ المبارک کے خطیب کے فرائض بطریق احسن سرانجام دیئے۔اس دوران آپؒ پیدل جاتے اور واپس آتے جہاں سے گزرتے لوگ عقیدت سے پیش آتے اور آپؒ معمول کے مطابق پھرتے تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

آپؒ نے دورانِ ملازمت دومرتبہ بنگڑیلہ ضلع میرپور میں بحیثیت مدرس فرائض سرانجام دیئے۔آپؒ کی شرافت اور علمی شخصیت سے متاثر ہوکر یہاں کے معززّین نے آپؒ کی ریٹائرمنت کے بعد اصراراً آپؒ کو بنگڑیلہ (میرپور اے۔کے) فیضانِ مدینہ مسجد کی امامت اور تدریسِ قرآن کیلئے منتخب کیا۔آپؒ نے بنگڑیلہ میں امامت اور تدریس قرآن کے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کتابت

(تصانیف) کا کام جاری رکھا۔اور بنگڑ یلہ قیام کے دوران تصانیف کے کام کو خاصا وسیع کیا۔ یہاں کے لوگ بھی آپؒ کی شاعری سے محزوز ہوتے اور داد دیتے۔آپؒ کی تصنیف کردہ کتاب سیفُ الملُوک کا تمام خرچہ بھی بنگڑ یلہ کے چوہدری محمد صدیق صاحب نے کیا ہے۔جو کہ یہاں کے لوگوں کی آپؒ کے ساتھ محبت وعقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

تلاش مرشد کامل اور فیضان نظر:

آپؒ کی ایک خاص بات یہ تھی کہ آپؒ علمائے کرام کے بارے میں بغض نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ علمائے کرام چاہے کسی بھی اہلسنت کے سلسلہ سے ہوں انتہائی ادب واحترام سے پیش آتے اور علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے آپ نے جہاں دیگر علماء سے علم سیکھا ان میں بابا پیر چراغ دینؒ المعروف بابا جی گہیالؒ بھی قابل ذکر ہیں۔ آپؒ بابا جیؒ کے انتہائی عقیدت منداور تصوف کے قائل تھے۔

آپؒ نے اپنے زمانہ معلّمی میں کانگڑہ پرائمری سکول میں مدارس کے فرائض سرانجام دیئے اس دوران ماسٹر امیر عالم صاحب (پنجیڑی) والے بھی

آپؒ کے ساتھ بحثیت مدرس اسی سکول میں تھے۔ ایک دن انھوں نے مولانا محمد اسماعیلؒ کے والد صاحب سے شکایت کی کہ اسماعیل سکول جانے کی بجائے جنگل میں ایک شاہ صاحب کے ساتھ رہتا ہے۔اور ملنگ بنا ہوا ہے ان شاہ صاحب کا تعلق شکریلہ (گجرات) کے گردونواح میں ایک حطار گاؤں سے تھا۔ آپؒ نقل مکانی کر کے اس جنگل میں آ گے تھے جب حضرت میاں رحمتؒ صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو آپؒ نے اپنے بڑے بیٹے اور منشی محمد اسماعیلؒ کے بڑے بھائی میاں محمد شفیع کو بھیجا کے جاؤ اور محمد اسماعیلؒ کو گھر بلا کر لے آؤ۔جب محمد شفیع بتائی ہوئی جگہ پہنچے اور والد صاحب کا پیغام محمد اسماعیلؒ کو بتایا تو وہ رونے لگے اور کہا بھائی میں انشااللہ ضرور آؤں گا لیکن شاہ صاحب سے اجازت لے کر ابھی شاہ صاحب موجود نہیں آپ ان سے پوچھ لیں تو میں آ جاؤں گا۔جب میاں محمد شفیع شاہ صاحب کے پاس گے۔ تو انھوں نے میاں محمد شفیع کو مارا اور آپ گھر واپس آ گے۔ اور والد صاحب کو سارا ماجرا سنایا بہر حال شام کو محمد اسماعیلؒ وعدہ کے مطابق گھر آ گئے۔والد صاحب نے سمجھایا۔اس کے بعد آپؒ رات کو مکان کی چھت پر نماز پڑھنے کے بعد سحری کے وقت ذکر کر رہے تھے کہ وجد میں آ گئے۔ اور ذکر کرتے ہوئے

جس طرح چھت پر جائے نماز پر بیٹھے تھے۔ اسی طرح زمین پر آگرے گھر والے پریشان ہو گے دیکھا تو وہ بالکل ٹھیک تھے کوئی چوٹ نہیں آئی۔تو میاں صاحب سمجھ گے کہ اس پر شاہ صاحب کی نظر کا اثر ہو گیا ہے۔آپؒ چونکہ ملازمت کرتے تھے اور گھر کا نظام چلتا تھا۔آپ نیا سماعیلؒ کو ساتھ لیا اور شاہ صاحب سے التجاہ کی اور اپنی مجبوری بیان کی اور شاہ صاحب سے اجازت لے کر ان کو گھر لے آئے۔انہیں دنوں میاں رحمت علیؒ کے پیرومرشد حضرت علامہ استاذ العلماء ولی نعمت پیر طریقت رہبر شریعت مولانا محمد نبی بخش حلوائیؒ صاحب تبلیغ وعظ اور مریدین سے ملنے کیلئے پنڈ عزیز آئے ہوئے تھے۔جب آپ کنڈ شریف آئے تو میاں رحمتؒ نے ان سے سارا قصہ بیان کیا۔اور کہا کہ آپؒ اسماعیل کی نگرانی کریں چونکہ آپؒ سے میاں رحمتؒ صاحب کو بہت پیار تھا۔ اور اسماعیل سے دوری کا خوف تھا۔چونکہ کشف القلوب دلوں کے حال جان لیتے ہیں۔پیر صاحب نے فرمایا اسماعیل کو ادھر ہی رکھیں اور پڑھائیں میں اس پر نظر رکھوں گا۔ اور اس کے بعد اسماعیلؒ کو تھپکی دی اور فرمایا کہ میں نے اسماعیلؒ کو جو پڑھانا تھا وہ ادھر ہی پڑھا دیا ہے۔آپؒ اپنے پیر ومرشد سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے۔اور باقاعدہ ان کی خدمت میں حاضر

ہوتے رہتے تھے۔ پیرومرشد نے بھی اس درویش کو اپنی نظر خاص سے نوازا اور ایسے مقام ومرتبہ پر فائز کیا کہ جو شاید لوگوں کو سالہا سال کی محنت سے ملتا ہے۔ جب پیر حلوائی صاحبؒ کے سامنے اس درویش کو پہلی بار پیش کیا گیا تو شاہ صاحب بھی اس موقع پر پہنچ گئے۔ اس درویش کی زبانی میں نے خود سنا کہ شاہ صاحب اور حلوائی صاحب میں تکرار ہو گیا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ اس کو میں لے جاؤں گا۔ لیکن حلوائی صاحبؒ نے کہا کہ اس کو میں پڑھاؤں گا۔ جب تکرار حد سے بڑھا تو فیصلہ ہوا کہ اس درویش سے پوچھ لو یہ کس کے ساتھ جانا چاہتا ہے۔ جو اس درویش نے جواب دیا وہ بھی بڑا قابل تحسین تھا۔ فرمایا کہ میرے سر پر آراء رکھ کر میرے دو ٹکڑے کر لو ایک حصہ شاہ صاحبؒ لے جائیں اور دوسرا حلوائی صاحب لے جائیں اس جواب پر دونوں شخصیات دنگ رہ گئیں کیونکہ جو اہل شعور وتصوف اور فنافی الشیخ کے رنگ میں رنگے جائیں انھیں اپنی جان کی پرواہ نہیں رہتی بالآخر یہ درویش مرشد حلوائیؒ کی چوکھٹ سے وابستہ ہو گیا۔ اور اسی در کی وفاداری کی اور یہیں فنافی الشیخ کے رنگ میں ایسے گئے کہ مرید خاص کا رتبہ ملا جب محمد اسماعیلؒ پیر طریقت مولانا محمد نبی بخشؒ حلوائی صاحب کی محفل میں جاتے تو پیر صاحب بہت

خوش ہوتے اور انتہائی شفقت فرماتے اس مرید درویش کامل عالم باعمل و باصفا نے ہمیشہ اپنے آپ کو دربار حلوائیہ کا ایک ادنیٰ فقیر کہا۔

آپؒ کے مقام اور رتبہ کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہوتا ہے آپؒ کے مرشد کامل کو آپؒ سے کتنی محبت تھی اور نظر مرشد نے آپؒ کا مقام کتنا بلند کر دیا تھا۔ جناب اخلاق شاہ صاحب کے پاس پیر اسلم شاہ صاحب آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف اکثر گیارہویں شریف پر آتے تھے۔ مندرجہ بالا بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن خواب دیکھا کہ ان کے پاس گیارہویں شریف کی محفل پاک جلوہ افروز ہے بہت سے مریدین علاقہ بھی تشریف فرما ہیں اسی اثناء مولانا منشی محمد اسماعیل بھی اس محفل میں آجاتے ہیں جب اسماعیلؒ اس محفل میں آتے ہیں تو پیر صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں اور اسماعیلؒ کو بڑے اچھے انداز میں خوش ہو کر ملتے ہیں گلے لگاتے ہیں اور آپؒ کی پیشانی کو بوسہ شفقت دیتے ہیں۔ اخلاق شاہ صاحب کہتے ہیں میں بڑا حیران ہوا کہ پیر صاحب نے یہ کیا کیا آپؒ اتنی بڑی ہستی اور آل سادات میں سے ہیں اور ایک امتی بندے سے کس طرح مل رہے ہیں۔ آپ کے دل میں یہ سوال اُبل رہا تھا۔ جب محفل ختم ہوئی مریدین آہستہ آہستہ

چلے گئے۔حتی کہ اسماعیلؒ بھی چلے گئے تو میں نے پیر صاحب سے سوال کیا کہ آپؒ نے آج کیا کیا اسماعیل کو اس طرح ملے جیسے کہ وہ بہت مرتبہ والے ہیں تو پیر صاحب نے فرمایا کہ محمد اسماعیلؒ عقیدت سے پیر حلوائیؒ صاحب کے ہاتھ کا بوسہ لیتے تو حلوائیؒ صاحب شفقت کے ساتھ آپؒ کی پیشانی کو چومتے یہی وجہ ہے کہ وہ میرے اُستاد سرکار محمد نبی بخش حلوائیؒ کے پاس جاتے تھے تو میں نے دیکھا تھا کہ حلوائی صاحبؒ آپ کو اس طرح خوش ہو کر ملتے اور دعا کرتے تھے آج مجھے ملا تو مجھے وہ منظر یاد آ گیا ہے۔اس لیے میں نے پیر طریقت محمد نبی بخش حلوائیؒ کی سنت کو زندہ کیا ہے اخلاق شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں بڑا متاثر ہوا اور اسماعیلؒ کے مرتبہ کو داد دی کہ بظاہر عام سا انسان اور اتنا بڑا مرتبہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد اسماعیلؒ کی بزرگان دین سے کتنی محبت تھی اور ان کے دل میں ولایت کی کتنی طلب تھی۔

پہچان بھی کرامت بھی:

(یہ واقعہ سید تفسیر حسینؒ المعروف چن پیر سرکار نے اپنی کتاب حیات اکبر میں صفحہ نمبر 66، 67 اور 68 پر لکھا ہے اس کو من وعن نقل کر رہا ہوں)۔

شمس العلماء قدوۃ السالکین سید المفسرین سلطان المحققین حضرت علامہ نبی بخش حلوائیؒ قدس سرہ العزیز خلیفہ مجاز سرکار لاثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید جناب محمد اسماعیل صاحب ساکن کنڈ ضلع میرپور تحصیل بھمبر آزاد کشمیر بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم سرکار لاثانیؒ کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ حضور غوث زماں کی کیا پہچان ہے؟ میرے حضور قبلہ عالم سرکار لاثانی اس وقت وضو فرما رہے تھے پانی کا لوٹا ایک طرف رکھتے ہوئے آپؒ نے فرمایا غوث زمانہ کی پہچان یہ ہے کہ اگر وہ ٹھہرے ہوئے پانی کو حکم دے تو وہ رواں ہو جائے۔ میرے حضور قبلہ عالم کی زبان مبارک سے ابھی الفاظ نکلے ہی تھے کہ لوٹے میں سے پانی یوں اُبل اُبل کر باہر آنے لگا جیسے فوارہ پھوٹ نکلتا ہے لوٹے میں پانی ابلتا دیکھا تو میرے آقائے نعمت نے فرمایا ٹھہر جا میں نے تجھے تو نہیں کہا۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میرے آقائے نعمت تاجدار علی پور سیداں شریف حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی سرکارؒ غوث زماں بھی تھے اور اس امر کا بھی واضح طور پر اظہار ہو جاتا ہے کہ اولیاء اللہ عظام کی کرامات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے معجزات کا مظہر حسین اور عکس جمیل ہوتی ہیں۔اس لئے کرامات اولیاء کا انکار فی الحقیقت معجزات انبیاء کا انکار کرنا ہے۔

یہاں رہ کر وہاں بھی ہیں:

متذکرہ بالا بزرگ جناب محمد اسماعیلؒ صاحب اپنے مرشد برحق نبی بخش حلوائی کی زبانی حضور قبلہ عالم سرکار لاثانی کے غوث زمانہ ہونے کے متعلق دوسرا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں اعلیٰحضرت سرکار لاثانیؒ کے ایک مرید اولیاء اللہ کے حالات و واقعات بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ ان تذکروں میں ولایت کے مختلف مدارج کا ذکر ہوتا ہے۔لہذا وہ شخص جب بھی مقام بھی مقام غوثیت کی عظمتوں اور رخصتوں کے بارے میں پڑھتا تو دل میں شدید خواہش ہوتی کہ کاش! میں خود بھی کسی غوث زمانہ کی زیارت سے مشرف ہو سکتا۔خداوند قدوس کی رحمت جب کسی کو پورے طور پر اپنے احاطہ میں لینا چاہتی

ہے تو اس کے اسباب بھی خود بخود پیدا کر دیتی ہے۔ چنانچہ اس شخص کو جلد ہی اللہ تبارک تعالیٰ نے زیارت حرمین الشرفین کیلئے منتخب فرما لیا۔

حج کے سفر پر جانے سے پہلے اس شخص نے حضور سرکار رلا ثانیؒ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ حضور آپ کی عنایات اور دعاؤں کے صدقہ سے مجھ ناچیز حقیر کو بہت بڑا شرف حاصل ہونے والا ہے۔اس کے ساتھ ہی میری ایک دیرینہ آرزو بھی ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے کسی غوث زمانہ کی زیارت سے بھی مشرف ہو جاؤں چونکہ میں بہت بڑی سرکار کے دربار میں حاضر ہونے والا ہوں اس لئے اگر آپ میری راہنمائی فرمائیں تو عین ممکن ہے کہ وہاں میری یہ آرزو بھی پوری ہو کیونکہ اس دربار معلیٰ میں تو اکثر ایسی ہستیاں حاضری دیا کرتی ہیں۔

میرے آقائے نعمت سرکار رلا ثانیؒ نے فرمایا ہاں تم یہ بات ٹھیک کہتے ہو وہاں تمہاری یہ تمنا یقیناً بر آجائے گی۔ تم ایسا کرنا کے جب حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ زاداللہ شرفیا میں حضور رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کے روضہ مطہرہ ومعظّمہ کی زیارت کرلو تو مدینہ منورہ سے شمال کی طرف باہر کو چلے جانا کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد تمہیں ایک شخص سفید چادر میں ملبوس ہوگا۔وہی تمہارا مقصود آرزو ہو

گا۔ چنانچہ جب وہ شخص حرمین الشریفین کی زیارت مقدسہ سے فارغ ہوا تو مرشد برحق سرکار لاثانی کے حکم کے مطابق غوث زمانہ کی تلاش میں شمال کی طرف روانہ ہو گیا ابھی اس نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا۔ کہ اسے سفید چادر میں ملبوس ایک بزرگ نظر آئے اس شخص نے سلام عرض کرتے ہوئے اپنا مدعا بیان کیا تو اس بزرگ ہستی نے اپنی چادر مبارک کو چہرہ انور سے ایک طرف سرکا دیا۔ وہ شخص اس بزرگ ہستی کی زیارت کرتے ہی دم بخود ہو کر رہ گیا۔ کیونکہ وہ چادر پوش بزرگ خود قبلہ عالم سرکار لاثانیؒ تھے۔

بہر کیف! مدینہ منورہ میں اپنے مرشد برحق کی زیارت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے غوث زمانہ ہونے کے انکشاف نے اس شخص کی عجیب حالت کر رکھی تھی اور وہ اسی حالت وجد و کیف کے عالم میں آپ کے قدموں کو چومتے ہوئے عرض پرواز ہوا کہ میرے آقا میں تو آپ کو ہندوستان میں چھوڑ کر آیا تھا۔ اور آپ یہاں تشریف فرما ہیں سرکار لاثانیؒ نے فرمایا میاں تمہاری خواہش بھی پوری کرنا تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ نے اسے شدید انتباہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میری ظاہری حیات میں تم یہ واقعہ کسی سے بیان نہیں کرو گے۔ ورنہ سخت نقصان اٹھاؤ گے

چنانچہ اس شخص نے حسب وعدہ آپؒ کے وصال تک اس عظیم راز کو اپنے سینے میں دفن رکھا اور وصال کے بعد استاذ العلماء حضرت علامہ نبی بخش حلوائیؒ قدس سرہ العزیز کی بارگاہ اقدس میں من وعن بیان کر دیا۔ اہل محبت کیلئے تو اس قسم کے واقعات اکثر طور پر زیادتی عقیدت وایمان کا سبب بنتے ہیں۔ مگر بدعقیدہ لوگ ان کرامات کو اپنی ناقص عقل کے ترازو پر وزن کرتے ہیں اور قصے کہانیوں کا نام دیتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں میں سے خود کچھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تالیف جمال الاولیاء میں ایک اولیاء اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے بیک وقت تیس جگہوں پر جمعہ المبارک کی نماز پڑھائی۔

ان واقعات سے علم ہوتا ہے کہ مولانا محمد اسماعیلؒ کو اولیاء کرام اور شیوخ الاسلام سے ملنے کا کتنا شوق تھا۔ اور آپ کی اولیاء کرام کیلئے کتنی عقیدت کی اور تقدس کا کتنا لحاظ رکھتے تھے۔

تصانیف:

منشی محمد اسماعیلؒ علم وعرفان کے دھنی انسان ہیں جنھوں نے گمنامی کا زیور پہنے اپنی ذات میں مست رہ کر فکر وفن کی گھتیاں سلجھائے ہوئے عمر گزاری۔

صلے کی خواہش نہ شہرت کی طلب ذکر وفکر کی دنیا آباد رکھی اور جب کبھی احساس تنہائی نے سر اٹھانے کی کوشش کی تو شعر گوئی سے دل کا بوجھ ہلکا کرلیا۔ یوں دنیائے علم وادب کو سیف الملوک جیسا شاہکار میسر آ گیا بظاہر یہ ایک رومانوی قصہ ہے مگر میاں محمد بخش ؒ کی طرح محمد اسماعیل ؒ نے اس میں حکمت ودانش علم وعرفان اور روحانی وارداتوں کے موتی اکٹھے کردیے ہیں۔ یہ وہ موتی ہیں جو ہر پڑھنے والے کی آنکھوں میں سچائی اور اچھائی کی چمک پیدا کرتے ہیں جو انسان کی اصل پہچان ہے۔ درویش کامل مولانا محمد اسماعیل ؒ کی تصنیف کردہ کتب کی کثیر تعداد دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اس درویش کامل نے عمر بھر علمی شغل کے علاوہ اور کچھ کیا ہی نہیں۔ اور یہ بڑی بات ہے یقیناً بڑے لوگ ہی بڑی بات کرتے ہیں۔ میری اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس مرد قلندر درویش کامل کی تصیف کردہ کتب کو عالم اسلام کیلئے مشعل راہ بنائے اور اس عظیم خزانے کو طباعت کے مرحلہ سے گزار کر لوگوں میں عام کیا جائے تا کہ ان کتب سے لوگ مستفید ہو سکیں اور اس درویش کامل عالم باعمل کی محنت رنگ لائے اور اس عالم باصفا کی روح کو سکون میسر ہو۔ ذیل میں آپ کی تصنیف کردہ کتب کی فہرست سے آپ کو اندازہ ہوگا کے اس ہستی نے اپنی

زندگی میں شاید اس کے علاوہ اور کوئی کام کیا ہی نہیں۔لیکن آپ نے دین و دنیا دونوں کو ساتھ ساتھ چلایا اور دنیا کو دین کے اوپر ہاوی نہ ہونے دیا۔

اگر ہم آپؒ کی تصانیف اور عنوانات پر غور کریں تو یہ بات واضح ہے کہ آپؒ نے فانی وابدی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی الغرض کہ انسان کی فلاح اور کامیابی کو ہر پہلو سے دکھا کر عمل کے لے ایک راستہ پر ڈالنے کی کوششیں کی جو اللہ عزوجل اور سرکار کائنات رحمۃُ لِلّعالمین محمد ﷺ کے عشق میں اپنی ذات کو فنا کر کہ حاصل ہوتا ہے اور عشق حقیقی کے رنگ میں اپنی ذات کو رنگ کر تعلیمات اسلام پر عمل پیرہ ہو کر ہی کامیابی و فلاح انسان کا مقدر بنتی ہے۔

بقول علامہ محمد اقبالؒ......

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

فہرست کتب منشی محمد اسماعیلؒ در منظوم پنجابی

......مرتب کنندہ صاحبزادہ محمد انعام عرفان......

1۔مکمل تفسیر قرآن منظوم پنجابی

2۔تفسیر یوسفؑ زلیخا

3۔اہل بیت کی جانثار قربانیاں

4۔شریں فرہاد(طبع شدہ)

5۔سوہنی مہوال

6۔لیلی مجنوں

7۔داستان سسی پنوں خان

8۔ہیر رانجھا

9۔قصہ روڑا جلالی

10۔قصہ سیف اعظم وسرّ ربانو

11۔وصال نامہ نبی کریم ﷺ

12۔سیف الملوک (طبع شدہ)

13۔کلمہ شریف

14۔اولیا کرام راکھ ہوکربھی ذکر جلی کرتے ہیں

15۔ہر چیز درویش کے سامنے ذاکر ہوتی ہے

16۔سی حرفی کرشمہ قدرت ربّی

17۔سی حرفی عشق مجازی وحقیقی

18۔ذاتی ذکر اللہ

19۔سی حرفی در فکر برزخ وعقبیٰ

20۔پنج گنج سی حرفی در حقوق والدین

21۔سی حرفی در عقائد مسلک

22۔سی حرفی رائے الیکشن جمہوریہ 1994ء

23۔سیف الملوک بدیع جمال

24۔اصلاح معاشرہ

25۔قصہ بلعم باعور (طبع شدہ)

26۔کتابچہ مسائل فقہ

27۔فقرنامہ برائے فقراء

28۔کتابچہ برائے بنی نوع انسان

29۔نماز مترجم

30۔نعتیں اور رباعیات

31۔بگڑیا عالم جگ بگاڑے

32۔سی حرفی درسنی عقائد

33۔سی حرفی توحید ربانی منظوم پنجابی

34۔سی حرفی عید میلا النبی ﷺ

35۔معراج شریف (طبع شدہ)

36۔سی حرفی درخاص وعام تقدیر کے مقابل تدبیر ناکام

37۔چند بزرگوں کے منقبت وتعارف

38۔سوانح حیات حضرت مولانا مولوی محمد نبی بخش حلوائیؒ

39۔سی حرفی حضرت قبلہ عالم مولانا مولوی محمد نبی بخش حلوائیؒ

40۔ہدایت نامہ برائے میاں بیوی

41۔قصہ غوث اعظمؒ

42۔کتابچہ ہدایت نمبر ۱، نمبر ۲، نمبر ۳

43۔ہدایت نامہ مخلوق خدا

44۔خشک فلاں روضے مزار مسجدیں سمار دیکھنا چاہتا ہے

45۔بندگی کیلئے طہارت ووضو

46۔کتابچہ برائے وسیلہ خواجہ پیرومرشد

47۔نام ازلی ہتھیلی پر کندہ

48۔سی حرفی عقائد بزبان پنجابی

49۔سی حرفی بوقت سکرات کفن ودفن

50۔پنج گنج درعشق ومحبت

51۔سی حرفی درشان نبیاں تے ولیاں

52۔پنج گنج درعلم وعقل

53۔نصیحت آموز اشعار منظوم

54۔سی حرفی پنج گنج برائے خاص وعام

55۔مدح مبارک شیخ نہانی

56۔بڈھی دی مدح

57۔قصہ شیخ صغان

58۔سی حرفی ناصح تاسوت

59۔سی حرفی مسلک بریلوی اہلسنت والجماعت

60۔کتاب ضروری مسائل اصلاح بندگان خدا

61۔علامات قیامت

62۔سی حرفی اصول فقہی

63۔کتابچہ نشاندہی برائے بچاؤ

64۔کتابچہ راز تصوّف

65۔پنج گنج بالترتیب سی حرفیاں نصیحت آموز

66۔سی حرفی بوجہ علم آدم ملائکہ سے افضل ہوا

67۔سی حرفی مختلف عنوات اصلاحی

68۔سی حرفی درس توحید ورسالت

69۔اصول فقہی اسلام

70۔ردحقہ نزد صوفیائے کرام نقشبند

71۔اک نظر پندرھویں صدی کا رویہّ

72۔کلید فلاح ونجات

73۔کتابچہ نصائح فقراء

74۔کدورت کڈھ وجودوں سی حرفی

75۔مدح منقیت پیر چراغ علی گیالوی

76۔بدعقائد کھوکھڑ دایمان

77 ۔سی حرفی سیف الملوک

78۔پنج گج سی حرفی درتمیز سجدہ وبوسی

79 ۔کتابچہ ایصال ثواب

80۔آمد امام مہدیؑ

81۔سی حرفی ایک سی حرفی میں ہر لفظ آٹھ بار درج ہے گویا آٹھ سی حرفیوں کا مجموعہ

82۔اٹھ جاگ فقیر جاگ ویلا سرکھی دا

83۔دو شاہ مہرے ذکر نفی اثبات

84۔منادی کان برادران اسلام

85۔سی حرفی دربوس چار کلیہ پھول

86۔سی حرفی صراط مستقیم سے روح بدن لطیف ہو جاتے ہیں

87۔سی حرفی راضی نامہ والدین دو جگ آرام وراحت

88۔کتابچہ شجرہ پیشوائی علی پوریہ، قصوریہ، قادریہ، نقشبندیہ

89۔میں صدقے قربانی فدائی دو جگ ضامن پیر حلوائی

90۔کلید پرکھ تے نچوڑ

91۔ تعارف شاعر وطن کشمیر و کتب

92۔نصیحت آموز اشعار قلمی والد صاحب (طبع شدہ)

93۔سی حرفی اصلاح مومنین و مومنات

94 ۔دربیان عرس شریف

وصال:

حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیلؒ اپنی زندگی میں اپنے مقام کو مخفی رکھے ہوئے زندگی کی سیڑھوں کو عبور کرتے رہے۔لیکن جب آپؒ کے مقام ولایت اور مرتبہ تصوف کا راز عیاں ہوا تو اس وقت آپ سفر آخرت کی منازل طے کرنے لگے ایک یا دو شہادتیں نہیں بلکہ انسانوں کا مجمع آپؒ کے وصال پر آپؒ کی کامیابی کا گواہ بنا۔ آپؒ نے وصال سے ایک ماہ قبل اپنے اہل خانہ کو بیٹھا کر کہا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے وصال کے لیے جمعرات اور جمعہ مانگ لیا ہے۔ چنانچہ ایک ماہ گزر گیا۔12 فروری 2004ء کا سورج طلوع ہوا جمعرات کا دن آ گیا۔ آپؒ نے اپنے صاحبزادے حافظ محمد اکرام سے فرمایا کہ مجھے غسل کروایا جائے غسل کے بعد نئے کپڑے زیب تن کیے۔ کسے خبر کے آج اتنی تیاری کیوں ہو رہی ہے۔ لیکن حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ کو یقیناً اس بات سے مکمل آ گاہی تھی۔ جو آپؒ اتنی تیاریاں کر رہے تھے۔کیونکہ اگر اسلامی تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو اس بات سے انسان باخوبی آشنا ہو جاتا ہے کہ مومن بندے کو وصال کی خوشی ہوتی ہے کہ وہ اپنے رب کے پاس جا رہا ہے۔اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب

''شرح الصدور'' میں لکھتے ہیں کہ بندہ مومن کے وصال سے قبل اس کو آگاہی ہو جاتی ہے۔ یقیناً حضرت صاحب کو بھی آگاہی ہو گئی تھی۔اسی لئے اتنی تیاریاں ہو رہی تھی آپ نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا کہ میرا بستر تبدیل کیا جائے۔آپؒ کے حکم کے مطابق آپؒ کا بستر آپ کی اہلیہ محترمہ نے تبدیل کیا کپڑے اور بستر تبدیل کروانے کے بعد حضرت صاحب نے ایمان مفصلؔ پھر ایمان مجملؔ اور پھر چھے کلمے پڑھے یہ آپ کا معمول بھی تھا کہ آپؒ جب سوئے ہوتے تو آپؒ کو جب جگایا جاتا تو آپؒ بلند آواز سے کلمہ شریف کا ذکر کرتے تو قریب بیٹھے لوگ ڈر جاتے تھے ۔ کیونکہ آپ صحت کی خرابی کے باعث کافی علیل تھے۔اس لیے لوگ آپ کی تیمار داری اور ملاقات کیلئے آتے تھے۔ اس دن آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ آج مہمان بہت آئیں گے اہل خانہ کو حضرت صاحبؒ نے حکم دیا کہ ان کی مہمان نوازی اور خدمت میں فرق نہ رہے۔جو گھر میں میسر ہو مہمانوں کو پیش کریں اور ان کو وقت دیں۔میں ذکر میں مشغول رہوں گا مجھے آج ذکر میں مشغول رہنے دینا ہے۔چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی سارا دن مہمان آتے رہے اور زیارت سے بہرور ہوتے رہے۔ دن گزر گیا رات نے اپنی سیاہی بکھیرنا شروع کر دیا دی کس کو کیا خبر کہ رات کیا

لائے گی ۔چند لمحوں کے بعد کیا ہونے والا ہے یہ اللہ عزوجل اور یا پھر حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ ہی جانتے تھے۔ چونکہ حضرت صاحب سحری سے رات کہ اس لمحے کا انتظار کر رہے تھے اور اس وقت کے لیے تیاریاں فرما رہے تھے کیوں کہ جمعرات اور جمعہ اللہ تعالیٰ سے اپنے وصال کیلئے طلب کیا تھا۔کہیں جمعرات میسر آئے یا جمعہ لیکن رب عزّت نے اپنے درویش کامل کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو قبول کرنا تھا تو ملک الموت کو میرے رب نے حکم دیا کہ میرے اس بندے نے جمعرات اور جمعہ طلب کیا ہے۔اے ملک الموت یاد رکھنا کہ جمعرات بھی ملے اور جمعہ بھی کہیں میرے بندے کی التجا ادھوری نہ رہ جائے۔ جمعرات کا دن گزر گیا رات آ گئی جمعرات رخصت ہو رہی تھی جمعہ کی آمد تھی کہ حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ نے وصال سے چند لمحے قبل اپنے تمام اہل خانہ اور عزیز اقارب کو بلوایا اپنے بڑے بھائی محمد شفیع سے گلے ملے آپؒ اپنی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور بھائی سے ملاقات کے بعد اپنے بیٹوں اور اہل خانہ جو کہ موقع پر تقریباً سب موجود تھے باری باری گلے ملے اور کمرے میں بیٹھے ہوئے عزیز و اقارب کو کلمہ شریف کا ذکر کرنے کی تلقین کر رہے تھے آپؒ نے اپنی اولاد اور اہل خانہ کو وصیتیں کرنا شروع کیں۔سب سے پہلے آپؒ

نے اپنے صاحبزادے حافظ محمد اکرام سے کہا کہ وہ سورۃ الملک کی تلاوت کریں
اُس کے بعد فرمایا کہ سورۃ الکوثر کی تلاوت کریں۔اس کے بعد سورۃ یٰسین اور پھر
سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کرنے کا حکم دیا۔حافظ صاحب نے حکم کی تعمیل کی اور تلاوت
فرمائی۔آپؒ خوش ہوئے اور کمرے میں موجود تمام احباب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ
اس طرح تلاوت کی جاتی ہے گویا کہ آپؒ نے حافظ صاحب کو داد دی۔ اور مزید
فرمایا کہ جب کوئی مرگ الموت ہوتا ہے تو اس کو کلمہ پڑھنے کیلئے نہ کہو کہیں وہ نفی نہ کر
دے بلکہ بلند آواز سے اس کے سامنے کلمہ شریف پڑھو تا کہ وہ بھی پڑھے۔پھر مزید
اپنی اولاد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم نماز کے پابند رہے تو دین و دنیا میں
کامیاب و کامران رہو گے اور اگر نماز ترک کر دی تو مشکلات گھیر لیں گی۔پھر آپ
نے وصیت فرمائی۔

وصیت:

1۔جب میں وصال کر جاؤں تو مجھے غسل میرے بیٹے خود دیں۔

2۔میرے وصال کے بعد رونا نہیں، بین وغیرہ نہیں کرنا بلکہ جس کو رونا
آئے وہ بلند آواز سے ذکر اللہ ھو کرے۔

3۔میرا جنازہ استاذ علماء مولانا بشیر احمد مصطفوی صاحب مہتمم دارالعلوم محمدیہ نظامیہ(سیکٹر C/2 میر پور)والے پڑھائیں اگر وہ میسر نہ ہوں تو مفتی حبیب اللہ نعیمی صاحب مہتمم جامعہ حنفیہ غوثیہ (سرائے عالمگیر) پڑھائیں اگر وہ بھی میسر نہ ہوں تو میرا جنازہ صاحبزادہ حافظ محمد اکرام صاحب پڑھائیں گے۔

4۔مجھے سادگی سے دفن کرنا اور میرا لباس جو میں نے دوران حج زیب تن کیا تھا۔وہ بھی میرے ہمراہ ہوگا۔

وصیت و نصیحت مکمل کرنے کے بعد آپ نے اپنے صاحبزادے محمد انعام عرفان کو بلند آواز دی اور انھیں پھر گلے سے لگایا اور کہا میرے بیٹے محمد انعام عرفان اس کے بعد آپؒ نے زور زور سے کہا کہ میرے اُستاد مبارک دینؒ صاحب کو میری طرف سے مبارک دو۔میرے استاد مبارک دینؒ صاحب کو مبارک دو کہ میں کامیاب ہوگیا۔اور یہ سہرا میرے استاد مبارک دینؒ صاحب کے سر جاتا ہے۔اس کے بعد آپؒ نے زور زور سے کلمے شریف کا ذکر شروع کردیا۔ اللہ عزوجل کی عزت وواحدنیت کی قسم میں خود گواہ ہوں آپؒ نے زور زور سے وجد کی حالت میں

استاد مبارک دینؒ مولانا محمد اسماعیلؒ کے بچپن کے استاد تھے جن کے پاس علم فقہ، فارسی ۔عربی اور پنجابی پڑھی تھی۔

کلمہ شریف کا ذکر کیا۔اور کمرے کے اندر جتنے عزیز و اقارب تھے ان کو ہاتھ کے اشارے سے کہا۔ کہ ذکر بلند کیا جائے محفل رحمتوں کی بھری تھی۔ اسی اثناء حضرت صاحبؒ کی آواز آہستہ آہستہ مدھم ہوگئی۔ آواز اب ساتھ نہیں دے رہی تھی لیکن زباں کی حرکات بتا رہی تھیں کہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر ہو رہا ہے اسی اثنا میں سب نے دیکھا کہ مفسر قرآن عالم صوفی ء باصفا درویش کامل حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیلؒ اس دنیا کو چھوڑ کر بڑے تابناک انداز میں وصال فرما چکے تھے۔ اللہ عز و جل سے دعا ہے کہ ہر مسلمان کو ایسا آخری وقت نصیب کرے جیسا کہ آخری وقت حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیلؒ صاحب کو نصیب ہوا۔ اللہ اپنے محبوب سرور کائنات سرکار مدینہ رحمۃٌ لِلّعالمین ﷺ اور انعام یافتہ بندوں کے طفیل ہماری آخرت کو بھی سنوارے۔(امین)

صاحبزادہ حافظ محمد اکرم نے اپنے داہیں ہاتھ سے آپؒ کی پلکوں کو ملایا اور اس طرح یہ مردِ مومن درویش کامل اپنی زندگی گزارنے کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملا اور دنیا کو درس دے گئے کہ اگر احکام شریعت کے پابند رہو گے تو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔دوسرے روز مورخہ 13

فروری2004ء بروز جمعہ المبارک بعداز نماز عصر 4 بجے اس درویش کامل عالم باصفا کی نماز جنازہ گورنمنٹ پرائمری سکول کنڈ کے احاطہ میں ادا گئی۔

آپؒ کو غسل صاحبزادہ گان (محمد اسلام، حافظ محمد اکرام، محمد انعام عرفان، محمد ساجد رضاء) اور بھائی محمد شفیع نے دیا۔آپؒ کی نماز جنازہ وصیت کے مطابق استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد بشیر احمد مصطفوی دامت برکاتھم نے پڑھائی۔نماز جنازہ میں سلسلہ علی پور شریف کے گدی نشین جناب شمس العلماء قدوہ السالکین سید المفسرین سلطان المحققین حضرت پیر سید تفسیر حسین شاہ صاحبؒ المعروف چن پیر سرکار بھی موجود تھے۔اس کے علاوہ دور دراز گردونواح سے لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم جمع ہوگیا۔اتنا بڑا اجتماع شاید اس سے پہلے اس پورے علاقہ میں کبھی نہیں ہوا ہوگا۔آپؒ کے مریدین اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے مارے دیوانے آپؒ کے چہرے پرنور کی آخری جھلک کو دیکھنے کیلئے دور دراز سے اس اجتماع میں شریک ہوئے گرد ونواح اور دور دراز کے لوگوں نے گواہی دی کے روحانیت اور وصال کے بعد چہرے کی نورانیت میں کئی گناہ اضافہ ہوگیا تھا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی کامیابی سے ہمکنار کرے (امین) آپؒ کو آپ کے آبائی

قبرستان میں اپنی والدہ کی قبر کے دائیں دفن کیا گیا۔اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اللہ اس درویش کامل کے مزار پر رحمتوں کی برسات جاری رکھے اور آپؒ کے مزار کو اہل دنیا کیلئے باعث نفع ومنبع فیوض بنائے۔امین ثم امین

بوئے گل، نالہ دل، دود چراغ محفل

جو تیری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

آپؒ کے عرس کی تاریخ گذشتہ ۳۱ سالہ سالانہ محفل عرس حضرت میاں رحمت علی شیخ نہائیؒ وعرس مرشدِ کامل جو کہ مفسرِ قرآن ہر سال باقاعدگی سے ۱۷ مارچ بمطابق ۴ چیت منعقد کیا کرتے تھے۔یاد رہے کہ آپؒ ہر سال جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کی محفل ربیع الاول شریف میں بلا ناغہ ہر سال منعقد کیا کرتے تھے۔یہ آپؒ کا حضور اکرم ﷺ سے عشق اور اولیاء اللہ سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اسی نسبت سے آپؒ کا سالانہ عرس بھی اسی تاریخ (۱۷ مارچ بمطابق ۴ چیت) ہر سال کنڈ (پنجیڑی ضلع بھمبر) کے مقام پر منعقد ہوتا ہے۔

؎ آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے